رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶

GOTABHAYA LIBRARY COLOMBO
2296 مدد
Kadiri
Tanjir

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد (۱۴) | قادیان مورخہ ۷ رمئی ۱۹۲۹ء مطابق ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ | نمبر (۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں ناساز رہی۔ نسبتاً اب آرام ہے احباب صحت کے لئے دعا فرماویں۔

(۲) خاص دعا کی درخواست۔ سلسلہ کے ایک خاص مخلص دوست بابو غلام محمد صاحب اختر ریلوے میں ملازم ہیں خدا کے فضل سے ان کو ترقی ملی ہے۔ جس کے وہ مستحق تھے لیکن منظوری کیلئے ان کے کاغذات حاکم بالا کے پاس گئے ہیں۔ مخالف عنصر کی طرف سے ممکن ہے۔ کہ کوئی روکاوٹ پیدا کی جائے۔ اس لئے احباب خاص طور پر برادر موصوف کی کامیابی اور منظوری ترقی کیلئے لگاتار دعا فرما کر عند اللہ اجر حاصل کریں۔

(۳) ایک اور دعا کی درخواست پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ لودھراں کرتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالرزاق مبلغ لودھراں کا ایک مقدمہ ریاست بہاولپور میں تھا۔ عدالت ماتحت سے مولوی صاحب کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ لیکن فریق مخالف نے اس کی اپیل کیا۔ اب مولوی صاحب کی مزید کامیابی کیواسطے دعا فرماکر ثواب دارین حاصل کریں۔

(۴) خدا کے فضل سے ہمارے بچوں کے جو لاہور احمدیہ ہوسٹل

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں

مندرجہ ذیل تضمین عزیزم سید ظہور احمد شاہ صاحب احمدی متعلم نے پچھلے درس کے کامیاب اختتام پر جو شاعرہ قادیان میں کیا گیا تھا۔ اس میں پڑھ کر سنائی۔ جو ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے منقل کی جاتی ہے۔

کون محبوب حقیقی ہے جہاں میں آپ سا — ہو تمہیں مسجود میرا ہو تمہیں کعبہ مرا
میرے ہر سجدے کا مقصد ہے یہی اک التجا — چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

سیلِ غفلت تصرفیں کو رات دن ڈھاتا رہا — رُعب اسلامی بھی دل سے غیر کے جاتا رہا
ترک ہر دم الغرض توحید پر چھاتا رہا — اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

گالیاں بھی کھائیں ہم اور مشکلیں بھی ہم سہیں — کیا خبر ان کو جو ہر دم نفس کے تابع رہیں
دشمنوں کا جمگھٹا ہے کس طرح آگے بڑھیں — تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن

یہ یقین کامل ہے نصرت وقت پر ہو جائیگی — شانِ قہاری بھی اس کی جوش میں آجائیگی
ایک پل میں غیر کو زیر و زبر کر جائے گی — غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائیگی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن

چھوڑ کر جو عشرتِ دنیا ادھر آتا نہیں — اس جہاں سے جی لگا کر راہ حق پاتا نہیں
سچ تو یہ ہے زہر قاتل ہے تمہیں بھاتا نہیں — چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختلف خبریں

—— اسمبلی میں بم گرانے کے ملزمان بھگت سنگھ اور دت کا چالان زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند اور قانون آتشگیر مادہ جات کی دفعہ ۳ و ۴ کے ماتحت کیا گیا ہے۔

—— خبر ہے۔ کہ امان اللہ خاں کی موجودہ نقل و حرکت معلوم نہیں۔ آپ نہ قندھار میں ہیں۔ نہ مکہ میں۔ بلکہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ آپ پُراسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں۔

—— مقدمہ سازش میرٹھ میں بیان کیا جاتا ہے۔ استغاثہ کا ۴۰ گواہ طلب کرنے کا خیال ہے۔ انگلستان سے بھی گواہ منگوائے جائیں گے۔

—— امان اللہ خاں کا قبضہ غزنی ایک سکہ بنا ہوا ہے۔ اب آخری خبر یہ ہے۔ کہ ۱۵ اپریل کو امان اللہ غالی فوجوں سمیت غزنی میں داخل ہو گئے۔

—— ملک معظم کی بیماری پر کہا جاتا ہے۔ ۴۵ ہزار پونڈ خرچ آیا ہے۔ اس میں سے پچیس ہزار پونڈ تو ان دو ڈاکٹروں کی فیس ہے۔ جنہوں نے ملک معظم کا علاج کیا۔ یہ خرچ خزانہ عامرہ سے دیا جائیگا۔

—— ریاست حیدرآباد دکن میں پنڈت مدن موہن مالویہ کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ پنڈت جی نے سر دست اپنا دورہ منسوخ کر دیا ہے۔

—— لنڈن کی ایک عدالت سے ایک عورت کو اس جرم میں سزائے قید دی گئی۔ کہ اس نے ردیکے پیسیں میں کرنل پارکوین کو قدرت کے سلیقہ کی توہین کی تھی۔

—— کالکا اور شملہ کے درمیان ریلوے کے موٹر اور لاریوں کے مقابلہ پر رہ جانے کے باعث معلوم ہوا ہے۔ محکمہ ریلوے نے کرایہ میں تخفیف کر کے خوف کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— آریہ سماجیوں کے دیوگورو بھگوان پنڈت ستیانند اگنی ہوتری کے ۳۰ اپریل کو مرنے کے بعد دیو سماج کے کرتا دھرتاؤں اور ان کے بیٹے کے درمیان مقدمہ بازی شروع ہو گئی۔ چنانچہ پنڈت ستیانند جی کے بیٹے پھلدیو اگنی ہوتری نے مسٹر جانکی داس سیکرٹری اور چھ دیگر کارکنان دیو سماج کے خلاف چودھری روشن لال مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں استغاثہ دائر کیا ہے۔ کہ اپنے باپ کی موت کی خبر سن کر جب میں اپنے دوسرے بھائی کے ہمراہ لاش کے درشنوں کے لئے آیا۔ تو ملزموں نے مجھے اندر جانے سے روکا۔ اور ہمیں زدوکوب کیا۔ سرسری ثبوت کے بعد عدالت نے ملزموں کے نام طلبی کے احکام صادر کر دیئے۔

—— ملزم علم دین کے مقدمہ کی تاریخ سماعت جس پر مہاشہ راجپال کے قتل کا الزام ہے۔ اور جسے مسٹر لوئیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے سیشن سپرد کیا تھا۔ عدالت سشن میں ۱۴ رمئی مقرر ہوئی۔ سرکار کی طرف سے پیروی کا فرض خانصاحب شیخ محمد نصیب سرانجام دینگے۔

—— مولوی عبدالتواب صاحب ملتانی قدیر آبادی پر کسی شخص نے تہتک کا استغاثہ کیا ہے۔ بناء مقدمہ یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب نے مجلس قوالی کو بُرے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

—— نیروبی مشرقی افریقہ میں آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کی دو ٹولیوں کے درمیان تنازعہ ہو گیا۔ جو ایک آریہ سماجی مندر کی مورتی کے متعلق تھا سناتنیوں کا بیان ہے۔ کہ یہ سارا فساد آریہ سماجیوں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اس لڑائی میں ایک آریہ کے پیٹ میں چھرا بھونک دیا گیا۔ اور ایک ہندوستانی تماشائی کی پشت پر زخم آیا۔ پولیس نے موقعہ پر پہنچ کر مجمع کو منتشر کر دیا۔ ایک بلوائی گرفتار کر لیا گیا۔

—— شملہ ۳۰ اپریل۔ سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ملک معظم نے احاطہ مدراس کی گورنری کے لئے لفٹنٹ کرنل رائٹ آنریبل جارج فریڈرک سٹینلے کے۔ سی۔ جی کے تقرر کے اعلان کی منظوری دیدی ہے۔ موجودہ گورنر رائٹ آنریبل وائیکاونٹ گوشن۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای سی۔ بی۔ ای کی میعاد گورنری اختتام پذیر ہے۔ ملک معظم نے اس امر کی بھی منظوری دیدی ہے۔ کہ لارڈ گوشن لارڈ ارون کے زمانہ تعطیل میں وائسرائے کے فرائض انجام دیں۔ اور ان کی جگہ سر ٹامس ایڈورڈ ہیجر وہینک مدراس کے عارضی گورنر بنے ہیں۔

—— نارووال اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان ریلوے لائن کے گذرنے کے لئے جو پل بنایا گیا ہے اس کی افتتاحی رسم گورنر صاحب پنجاب ۹ رمئی کو ادا کرینگے۔ آپ ۱۲ رمئی کو شملہ پہونچیں گے۔

—— اس سال پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات میں ریاضی کے (اے) کورس کا پرچہ بہت سخت اور طویل و پیچیدہ تھا۔ اور اس میں بعض سوالات کورس سے باہر کے تھے۔ اور اس پر طرہ اور مزید سختی یہ ہے۔ کہ چھاپہ میں کئی ہولناک فروگذاشتیں تھیں۔ ریاضی کے مسلمہ اصولوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ ممتحن صاحبان اس کا خیال رکھیں گے۔

—— ہوشیار پور ۲۰ اپریل۔ کھریاں کے نزدیک بھاٹڑے سادھو نے کرپان سے چھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ پولیس نے اسے گرفتار کر کے اس کا چالان زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند کر دیا۔ اب اس سادھو کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوشیار پور کی عدالت میں مقدمہ چلیگا۔

ایک ضروری اعلان

۳ رجون کے جلسے کرانے والی انجمنیں توجہ کریں

(۲۴)

ترقی اسلام کے مقررین کیلئے ابھی تک کوئی بیجٹ نہیں بنا۔ باہر سے بہت سی انجمنیں لکھ رہی ہیں۔ کہ ہم کو مبلغ ارسال کر دیں۔ انکو اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ جو انجمن ہم سے لیکچرار لینا چاہے۔ وہ بوا پنا اپنا۔ اپنا کرایہ ہمارے پاس جمع کرا دے۔ تاکہ وقت پر مبلغین روانہ کئے جاسکیں۔ والسلام۔

(شیخ محمد سیال۔ سکرٹری ترقی اسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۷ رمئی ۱۹۲۹ء

پیغامی چار کتے

اور

مشین سیویاں کے دو کتے

کچھ دنوں سے اخبار "پیغام صلح" اور "مباہلہ" میں کوئی ولایتی کتے مشتہر ہو رہے ہیں۔ کوئی ان کو چلد بتاتا ہے۔ اور کوئی دو۔ مگر یہ رجگا بالغیب کے مدعی سب کاذب ہیں۔ پہلے پیغام صلح میں "جذبہ سگ نوازی" کا اظہار ہوا۔ اور ۸ رمارچ ۲۹ء کے پیغام میں کتے کے اندر چار کتے دکھائے گئے۔ جن کا ذکر نہایت وثوق سے ایڈیٹر پیغام نے اس طرح کیا ہے۔ کہ

"معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے ولایت سے چار کتے منگوائے ہیں۔ جو قادیان میں پہنچ چکے ہیں۔ ان کتوں کی مجموعی قیمت اٹھائیس سو روپیہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب"

اس کے جواب میں الفضل ۱۲ رمارچ میں دریافت کیا گیا۔ کہ جس معتبر ذریعہ سے پیغام کو یہ خبر ملی ہے۔ اس کو ظاہر کرے۔ اس کی تصدیق کرائے۔ اور اگر اس کا ثبوت نہ دے سکے۔ تو پھر اقرار کرے۔ کہ اس نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا اور دیدہ دانستہ افترا پردازی اور غلط بیانی سے فتنہ انگیزی کی کوشش کی۔ دیانت اور اخلاق کا تقاضا تھا۔ کہ ایڈیٹر پیغام یا تو اپنی شائع کردہ خبر کی تصدیق میں ناقابل تردید ثبوت پیش کرتا اور اس معتبر ذریعہ کا پتا بتاتا۔ یا اپنی غلط بیانی کا معذرتانہ اعتراف کرنے کا تائب ہوتا۔ اور انسانیت کا جامہ پہنکر معذرت کرتا۔ لیکن خلاف اس کے دفتر پیغام صلح اور مشین سیویاں کی ڈسپاچ سے جو جو کی آوازیں اس قدر غلو کے ساتھ بلند ہونی شروع ہو گئیں کہ الامان والحفیظ۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

مہ نورے فشاند و سگ بانگ می زند

چنانچہ ہمارے اس بیان کی تصدیق اس سے ہوتی ہے۔ کہ پیغام صلح" میں بجائے اس کے کہ اس بے بنیاد کتوں کی خبر کی تردید کر دیجاتی۔ مدیر پیغام نے ۱۹ رمارچ کے پرچہ میں ایڈیٹر صاحب الفضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ پر ایسے آوازے کسے ہیں۔ جنکو سگانہ انداز سے بڑھکر اور کوئی تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ اور یہی حضرت امیر ایدہ اللہ کے پالتوؤں سے امید ہو سکتی تھی۔ جو ہمیشہ بڑے سے بڑے صحیح اور حقیقی اعتراضات کو بھی اپنی "عوعو" کے شور میں دبا دینا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد پیغام کے زرخریدوں مترجمان مشین سیویاں نے اپنے ہم زنجیر "پیغام صلح" کی تائید میں یہ پیغام مردم خور ڈھاب کے کنارے کے چیتھڑے میں لپیٹ کر مدیر پیغام کو بھیجا۔ کہ

"قادیان میں عام کتے تو بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مگر چند دن ہوئے ہیں۔ کہ خاص شکل و صورت کے لئے بھی آئے ہیں۔ جو غالباً جالندھر کی طرف سے آوارہ ہو کر پہنچے ہیں۔ فاروق، جن کی ابھی تک صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی کہ دو ہیں یا چار مگر بہرکیف دو کتے تو یقینی ہیں ہم نے تو تین دیکھے ہیں۔ ایک شائد ان میں سے پاگل ہو گیا ہے۔ اسلئے اس کو ضائع کر دیا۔ فاروق) یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کتے چار ہی ہوں ہمارا خیال ہے۔ کہ تم چھ ہیں۔ فاروق) ان کتوں کی قیمت کے متعلق بھی روایات کا اختلاف ہے۔ اکثر روایات کے مطابق ۲۶۰۰ سو قیمت ہوتی ہے ہم نے سید محمد شریف صاحب سے سنا ہے۔ کہ ایکہزار نقد اور کچھ خرچ زائد جو ان کی خرید پر ہوا ہے ملاکر گیارہ بارہ سو ہے۔ فاروق) بہرکیف

اصل حقیقت

اب ہم ان پیغامی و مشین سیویاں کے کتوں کی حقیقت بتا دیتے ہیں۔ جن کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کے پالتو اور زرخرید دونوں ہی تیوری چڑھا رہے ہیں۔ نواب محمد علی خانصاحب سلمہ الرحمٰن رئیس مالیر کوٹلہ کے بھتیجے نواب احسان علی خانصاحب جاگیردار مالیر کوٹلہ کو جو شیعہ ہیں کتوں کا بہت شوق ہے۔ ان کو ان کے کسی رئیس دوست نے دو کتے کے بچے تحفۃً دیئے۔ انہیں دنوں میں صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مالیر کوٹلہ تشریف لیگئے۔ نواب احسان علی خانصاحب نے آپ سے کہا۔ کہ دو کتے کے بچے میں نے لئے ہیں۔ لیکن یہاں ان کو شکار وغیرہ کی تربیت دینے والا کوئی نہیں۔ میاں صاحب سلمہ اللہ نے فرمایا۔ کہ قادیان میں مرزا ارشد بیگ صاحب کو کتوں سے شکار کرنے کا شوق ہے۔ اور وہ خوب شکار پر لگا لیتے ہیں۔ احسان علی خانصاحب نے کہا۔ کہ آپ یہ کتے ان کے سپرد کرا دیں۔ کہ وہ ان کو تربیت کر دیں۔ میاں صاحب نے وہ دونوں کتے ان سے لیکر اپنے آدمی کے ہاتھ قادیان بھجوا دیئے۔ اور چند دن بعد آپ بھی مالیر کوٹلہ سے واپس قادیان آ گئے۔ اور اگر حسب خواہش نواب احسان علی خانصاحب وہ دونوں کتے مرزا ارشد بیگ صاحب سابق زیر تربیت ہیں۔ نہ حضرت خلیفۃ المسیح نے کوئی کتے ولایت سے منگوائے۔ نہ ۲۸ سو روپیہ کوئی دیئے۔ نہ وہ چار ہیں نہ حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کی تحویل میں ہیں۔ یہ سب پیغامی مترجمان مشین سیویاں کے دماغ اور دیوانگی کا نتیجہ ہے۔ جو شرارت سے جھوٹ جیسی رذالت کو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھے ہوئے ہیں۔ کوئی ہے جو اس کی تردید کر دکھلائے۔ اور اس کے خلاف کوئی ثبوت واقعہ ثابت کر دے؟ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید سے ڈر جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سگ زرد برادر شغال

نیستی گرگ بیابانی نہ مار
ترک کن این خو واز حق شرم دار
(عکاس کے قلم سے)

معلوم نہیں اخبار زمیندار کی ابتداء کیسی منحوس ساعت میں ہوئی۔ اور اس کا خمیر کیسی ناپاک اور گندی مٹی سے اٹھایا گیا۔ کہ شرافت و متانت اور تہذیب و شائستگی کبھی اس کے نزدیک تک پھٹکنے کی جرأت نہیں کرتی۔ اور اس کے ادارہ اہتمام پر عموماً ایسے لوگ متصرف رہتے ہیں۔ جو خبث باطنی آوارہ منشی۔ بداطواری اور کمینگی و دنائت کی جیتی جاگتی تصویر اور بولتی چالتی مورت ہوں۔ اور اگر کوئی شریف الطبع انسان بھولے سے اس ادارہ سے متعلق ہو جائے۔ تو اسے بہت جلد یہاں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر کوئی بدقماش گندہ دہن اور پست فطرت اس سے علیحدہ ہو کر کسی دوسری جگہ چلا جائے۔ تو اسے چونکہ ایسی بیباکی کے ساتھ بجاست پر منہ ڈالنے کا موقعہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے مجبوراً اسے دوبارہ یہیں آکر پناہ لینی پڑتی ہے۔ ایک صاحب آج کل زمیندار میں "ٹائٹل ایڈیٹر ۱۲ منہ" ہیں۔ چونکہ آپ فطرتاً گند اچھالنے پر مجبور ہیں۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ آپ کی خلقت ہی اس حرف سے ہوئی ہے۔ کہ بدتہذیبی و ناشائستگی کا مظاہرہ کرتے رہیں۔ اس لئے آپ کا گذارہ سوائے دفتر زمیندار کے اور کہیں نہیں ہو سکتا۔ اور آپ اگرچہ کئی دفعہ دفتر زمیندار سے روٹھ کر چلے جاتے رہے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بات اور کہیں نظر نہیں آتی۔ اس لئے ہر پھر کر یہیں آ ٹھیرتے ہیں۔ اور لطف یہ کہ ویسے کے ویسے ہی آتے ہیں۔ مجال کیا جو طبیعت سافل میں ذرا بھی تبدیلی ہو جائے۔ گویا آپ کا حمل

کئے گئے۔ نہ سیلے گئے۔ گر بلا گئے
جیسے گئے تھے ویسے ہی پھر کے آ گئے

آپ نے زمیندار ۱۸ اپریل میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حرم محترم میں دختر نیک اختر کے تولد کی خبر دیتے ہوئے جلے دل کے پھپھولے یوں پھوڑے ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"آج سے صرف ساڑھے تین ماہ پہلے یعنی کرسمس ۱۹۲۸ء کے آخری ایام میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ایک حرم سے مولود مسعود کے تولد کی اطلاع آئی تھی۔ جس کے عقیقے کے بکرے کی کھال ابھی گیلی ہی بتائی جاتی ہے۔ حرم کی چاردیواری کے اندر حضور کی یہ سرگرمیاں قابل ستائش ہیں"

"ٹائٹ ایڈیٹر ۱۲ منہ" کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نکاح کرنا اور پھر حسب توفیق چار تک کرنا حکم خداوندی اور سنت نبوی ہے۔ اس شخص کی خوش قسمتی اور سعادت میں تو کسی روحانی بصیرت سے محروم شخص کو ہی شک و شبہ ہو سکتا ہے جسے اس کی توفیق ملے۔ حرم کی چاردیواری کے اندر سرگرمیوں کا طعنہ کوئی نیا نہیں۔ بلکہ وہی ہے۔ جو پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ دے چکے ہیں۔ اور جو ہمیشہ سنت نبوی کے ماتحت اور حکم خداوندی کے مطابق جنس لطیف کے ساتھ نیک اور ہمدردانہ سلوک کرنے والے خدا کے برگزیدوں کو ملتا رہا ہے۔

نیز یہ سرگرمیاں مردوں کا ہی کام ہے۔ ہیجڑوں اور مخنثوں کا نہیں۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے بتائے ہوئے احکام پر عمل پیرا ہونے ہی ایک سے زیادہ شادیاں کرے گا۔ اس کے ہاں بے شک ایک بچہ کے عقیقہ کے بکرے کی کھال خشک ہونے سے قبل دوسرا بچہ پیدا ہو جائیگا۔ لیکن جو نامرد اور مخنث رات کو اپنے حرم کی چاردیواری میں گھسنے کی بھی جرأت نہ کر سکیں۔ اور رات کو بھی اور ہیرا منڈی کے قحبہ خانوں میں چلیں بھرنے اور بوریں جام صاف کرنے کی خدمات سرانجام دیں اور "دام مارگیٹ" کی تحریک کو زندہ کرنے کا تہیہ کر چکے ہوں۔ اور جن لوگوں کا مقصد و مدعائے زندگی محض عیش و عشرت اور لطف اندوزی ہو۔ اور جو اس غرض کے لئے جائز و ناجائز کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوں۔ اور جو محض اس لئے کہ ان کے عیش و عشرت میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو۔ اور ادعائے دینداری کا پردہ فاش نہ ہو۔ کچے حمل گرا دیتے ہوں۔ ان کے ہاں پہلے بچہ کی عقیقہ کے بکرے کی کھال گیلی ہوتے ہوتے تو کیا اگر اس کے بوڑھے ہونے تک بھی دوسرا بچہ پیدا نہ ہو۔ تو اس میں حیرت و استعجاب کی کونسی بات ہے۔

"ٹائٹ ایڈیٹر ۱۲ منہ" لکھتا ہے:۔

"اس بچی کی پیدائش موعود بشیر صاحب کے والد کی کسی پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کر رہی ہے۔ اور اس نے مخلصین کے ایمان میں اضافہ کر دیا ہے"

اس میں شک ہی کیا ہے۔ کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہر مولود حضورؑ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ حضور علیہ السلام فرما گئے ہیں:۔

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پس ہمارے ہاں خوشی اور مسرت کی ہر ایک تقریب حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے کیونکہ اس سے معاندین حق کے سینوں میں نامور پڑ جاتے ہیں۔ ان کے جگر حسد کے مارے کباب ہو جاتے ہیں۔ ان کے گھروں میں ماتم کی صفیں بچھ جاتی ہیں۔ اور آہ و بکا اور گریہ و زاری شروع ہو جاتی ہے۔ اور یہ وہ حالت ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے عالم الغیب سے خبر پا کر پہلے ہی بیان کر دی تھی۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح کے حرم محترم میں دختر نیک اختر کا تولد ہونا اور زمیندار کے گھر میں حسد کی آگ کا بھڑکنا۔ اور اس سے تعلق رکھنے والوں کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتش بغض و حسد میں جل جل کر مصروف آہ و بکا ہونا یقیناً مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔

زمیندار کے اس پرچہ میں جماعت احمدیہ کے واجب الاحترام امام کا ذکر جس طرز میں کیا گیا ہے۔ اس پر ہمیں بڑا سنانے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اور نہ ہم اس کے لئے زمیندار والوں کو موجب تعزیر سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان سے کوئی باز پرس بھی کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ کہ وہ فطرتاً اس کمینگی کے مظاہرہ پر مجبور ہیں۔ اور اس لئے ہر ایک قسم کی گرفت سے باہر ہیں۔ اور اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے۔ کہ اگر کوئی انسان لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر ننگا ہو کر پیشاب کر دے۔ تو اُسے تو بے شک سزا ملیگی۔ لیکن ایک کتا خواہ دن میں ہزار بار جا کر وہاں یا خانہ بھی کر آیا کرے۔ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائیگی۔

امرتسر کی رام نومی

(بقیہ)

اس سال امرتسر میں رام نومی کی تقریب جہاں اپنے اندر ایک یہ خصوصیت رکھتی ہے۔ کہ یہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے زیر اہتمام منائی گئی۔ اور اس میں نیشنل کور۔ خلافت والنٹیرز اور نوجوان بھارت سبھا" کے ممبر بھی شامل ہوئے۔ وہاں یہ بھی ایک قابل ذکر بات اس میں تھی۔ کہ اس تقریب پر بقول "ملاپ" ہندو مسلمانوں نے ایک ہی گلاس میں پانی پیا۔

خلافت کمیٹی تو خیر نام ہی اُن بے سلک اور بے اصول لوگوں کے مجموعہ کا ہے۔ جو ہمیشہ شکم پری اور طلب زر کو تمام ملکی و ملی اغراض و مقاصد پر مقدم رکھتے ہیں۔ لیکن کانگریس کمیٹی کا جو خالص نیشنل اور قومی السٹی ٹیوشن ہونے کی مدعی ہے۔ ایک خالص ہندو تقریب میں شامل ہونا۔ یقیناً اس کی فرقہ وارانہ ذہنیت کو ظاہر کرتا ہے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ آج تک کسی اسلامی تقریب میں کانگریس کا من حیث الجماعت حصہ لینا ثابت نہیں۔

پھر عجیب تر بات یہ ہے۔ کہ "نوجوان بھارت سبھا والے" بھی جو ملک سے مذہب کو ناپید کرنے کے لئے بڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اس خالص مذہبی تقریب میں شامل ہونے بغیر نہ رہ سکے۔ کیا کانگرس اور نوجوان بھارت سبھا کی یہ حرکات فرقہ پرستی کی دلیل نہیں۔ اور کیا ان سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ان کی تمام سرگرمیاں خواہ وہ کس قدر بھی قومی رنگ میں ڈوبی ہوئی کیوں نہ ہوں۔ مسلمانوں کو صحیح راستہ سے گمراہ کرنے کے لئے ہی ہوتی ہیں۔

باقی رہا مسلمان اور ہندوؤں کا ایک گلاس میں پانی پینے کا معاملہ۔ سو ہم سمجھتے ہیں۔ کہ جب تک ہندو من حیث القوم چھوت چھات کی قیود توڑ کر آزادانہ مسلمانوں کے ساتھ کھان پان نہیں کرتے۔ چند ایک شوقین پسند لوگوں کا کسی خاص کونہ میں بیٹھ کر ذرا سا پانی ایک کیلئے کسی حالت میں بھی مد نہیں ہو سکتا۔ ہاں ہندوؤں کے فائدہ کی اس میں ایک صورت ہے کہ جو مسلمان جوابی چھوت چھات پر آمادہ ہوتے ہیں۔ ان میں اپنے لیڈروں کی کارروائیوں کو اخبارات میں مطالعہ کر کے ایک بددلی سی پیدا ہو جائیگی۔ جس کا نتیجہ انجام کار ہندوؤں کی مزید خوشحالی اور مسلمانوں کی اقتصادی تباہی کی صورت میں نمودار ہوگا۔ اور اس کا بوجھ ان بے غیرت مسلمانوں کی گردن پر ہوگا۔ جن کے خیال قوم کو اس تباہی کے گڑھے میں گرانے کا موجب ہوں گے۔

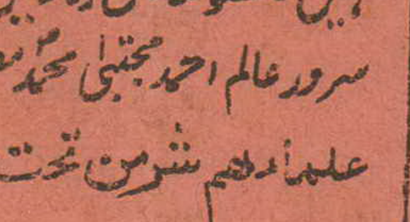

یسوع کی توہین کا جواب

(بقیہ)

پاکوں اور راستبازوں پر جھوٹے الزامات اور تہمتیں لگانا کوئی شرافت نہیں۔ سنو جی

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکان برد
خود کنی ثابت کہ ہستی ناجرے

جھوٹے الزامات اور بے حقیقتوں کا نتیجہ اس کے سوا قطعاً اور کچھ نہیں نکلتا۔ کہ ان سے الزامات لگانے والے کے باطنی خبث کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اور یہ تجربہ شدہ امر ہے۔ دنیا میں ہر سے انبیاء اللہ اور دیگر معصوم ہستیوں کا ہمیشہ کیا ان میں سے کوئی بھی خبیث الطبع لوگوں کے حملوں سے محفوظ رہا۔ کیا ہر ایک پاک ہستی کو اس کے زمانے کے بدبخت تیر اندازوں نے اپنے تیروں کا ہدف نہ بنایا۔ پھر ایک معصوم کی عصمت کو اس کے زمانہ میں نہایت بے دردی سے پامال کرنے کی کوشش نہیں کی گئی! اگر ایسا ہی ہوا ہے۔ اور یقیناً ایسا ہی ہوا ہے۔ تو اگر آج مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات کی طرف وہ باتیں منسوب کی جاویں جو ہرگز آپ کے منہ سے نہ نکلیں۔ اور نہ ہی وہ آپ کے شایان شان تھیں۔ یا اگر حضور کی عبارات کو اس طور پر پیش کیا جاوے۔ کہ جو مسلا بہ حضرت ہے انقائل کا مصداق ہوں۔ تو جہاں افسوس کی بات نہیں۔ خصوصاً اس زمانہ میں جس کے متعلق کہ سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم کا فرمان علماء ہم شر من تحت اديم السماء بھی موجود ہے۔

میں حیران ہوں۔ کہ ایک معمار کو یہ کیا سوجھی۔ کہ بغیر سوچے اور سمجھے سورج پر تھوکنے لگ گیا۔ سورج پر اس کے تھوکنے کا جو اثر پڑے گا۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ اس کو اس بات کا بھی خیال نہ آیا۔ کہ میں جو حضرت جری فی حلل الانبیاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مسیح ابن مریمؑ کی توہین اور تحقیر کا الزام دیئے ہوں۔ تو میری اس لاعلمی کا بدنما داغ سعید روحوں کے سامنے مجھے کس رنگ میں پیش کرے گا۔

ناظرین! انکشاف حقیقت حقہ پر آپ میرے اس بات کو صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اور خوب سمجھ میں آئے گے۔ کہ محض عداوت اور صداقت سے دوری نے اہلحدیث کے معمار کی معہ ایڈیٹر اہلحدیث کے عقل ماردی ہے۔ سنئے!

(الف) فرعون ایک مقتدر بادشاہ تھا۔ بڑا ذی اثر اور معزز تھا۔ ابوجہل سردار مکہ کہلاتا تھا۔ قوم قریش اس کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ کیا مضمون نگار نے کبھی ان دونوں کے مشابہ اور مثیل ہونے کا دعویٰ۔ دعویٰ نہ ہی تمنا بھی کی ہے؟ اگر کی ہے تو مبارک۔ اگر نہیں کی اور امید ہے۔ کہ نہیں کی ہوگی۔ تو مضمون نگار صاحب بتائیں اور اسی دل کے ساتھ بتائیں۔ کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کے متعلق بارہا اپنی تحریروں میں قلم بند کر رہا ہو۔ کہ وہ بدمعاش ہے۔ دغاکار ہے۔ زانی ہے ملعون ہے۔ عاشق مزاج ہے۔ اس کے خاندان کی عورتیں پہلے درجہ کی فاحشہ ہیں۔ یا وہ گو ہے۔ مکذب مرسلین ہے۔ جہنمی ہے۔ خبیث الطبع ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو کیا وہی شخص اس بات کی تمنا تک بھی کر سکتا ہے۔ کہ میں اس کا مثیل بنوں۔ ہم سیرت اور ہم نام کہلاؤں۔ ذرا عقل سے کام لو۔ اور انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ دل میں خوف خدا ملحوظ رکھو۔ اور پھر بتاؤ۔ کہ کیا کوئی قائم الحواس اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ کیا کوئی صحیح کانشنس اور قلب سلیم اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہے۔ جب مضمون نگار کا دماغ فرعون جیسے ذی الاقتدار بادشاہ اور ابوجہل جیسے عالی شان سرداروں کی مماثلت سے نفرت کرنے کی فتویٰ دے سکتا ہے تو کیا ایک عاقل کی عقل اس کو ان کے مثیل بننے کی تحریک کر سکتی ہے۔ پس یہ تو قطعاً عقل کے خلاف ہے۔ کہ ایک طرف تو بقول اسکے مرزا صاحب علیہ السلام حضرت مسیح موعودؑ کو بدمعاش اور جہنمی، عاشق مزاج، خبیث النفس ملعون وغیرہ قرار دیویں۔ اور دوسری طرف یہ اعلان کریں۔ کہ میں حضرت مسیحؑ کا حقیقی تمثیل اور ہم سیرت ہوں۔ اس کی روحانیت کا نزول میرے دل میں ہوا ہے۔ حتیٰ کہ شدت اتصال کی وجہ سے ہی خدا نے میرا نام مسیح کا نام رکھا۔ یعنی عیسیٰؑ۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"یہ عجوبہ قائم کرنے کے لئے میرا نام عیسیٰؑ رکھا گیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس عیسیٰؑ کے مکذب جو اس امت میں ہونے والے تھے ان کا نام یہود رکھا گیا۔ چنانچہ آیت غیر المغضوب علیہم میں انہی یہودیوں کیطرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ یہودی جو اس امت کے عیسیٰؑ سے منکر ہیں۔ جو ان یہودیوں کے مشابہ ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا۔ پس اس طور سے کامل درجہ پر مشابہت ثابت ہو گئی"

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۲۸

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ص۲۵۴ پر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"یہ عام ضلالت وہی سخت دجالیت ہے جس سے ہر ایک نبی ڈراتا آیا ہے۔ جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی ہے۔ جس کے لئے ضروری تھا کہ مجدد وقت مسیحؑ کے نام پر آوے۔ کیونکہ بنیاد فساد مسیحؑ کی ہی امت ہے۔ اور مسیح پر کشفاً یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی۔ اور اس نے جوش میں آکر اور اپنی امت کو ہلاکت کا مفسدہ پرداز پاکر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہ چاہا۔ جو اس کا ہم طبع ہو۔ کہ گویا وہی ہو۔ سو اس کو خدا تعالےٰ نے وعدہ کے موافق شبیہ عطا کیا۔ اور اس میں مسیح کی ہمت اور سیرت اور روحانیت نازل ہوئی۔ اور اس میں اور مسیحؑ میں بشدت اتصال کیا گیا۔ گویا وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بنائے گئے۔ اور مسیحؑ کی توجہات نے اس کے دل کو اپنا قرارگاہ بنایا۔ اور اس میں ہو کر اپنا تقاضا پورا کرنا چاہا۔ پس ان معنوں سے اس کا وجود مسیحؑ کا وجود ٹھہرا۔ اور مسیح کے پُرجوش ارادات اسمیں نازل ہوئے"

براہین احمدیہ حصہ پنجم ٹائیٹل پیج ص۱

پھر فرمایا:۔

"اس زمانہ میں دوسری مرتبہ حضرت مسیحؑ کی روحانیت کو جوش آیا۔ اور انہوں نے دوبارہ مثالی طور پر دنیا میں اپنا نزول چاہا۔ اور جب ان میں مثالی نزول کے لئے اشد درجہ کی توجہ اور خواہش پیدا ہوئی۔ تو خدا تعالےٰ نے اس خواہش کے موافق دجال موجودہ کے نابود کرنے کے لئے ایسا شخص بھیج دیا۔ جو ان کی روحانیت کا نمونہ تھا۔ وہ نمونہ مسیح علیہ السلام کا روپ بنکر مسیح موعود کہلایا۔ کیونکہ حقیقت عیسویہ کا اس میں حلول تھا۔ یعنی حقیقت عیسویہ اس سے متحد ہو گئی تھی۔ اور مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے وہ پیدا ہوا تھا۔ پس حقیقۃ عیسویہ اس میں ایسی منعکس ہو گئی۔ جیسا کہ آئینہ میں اشکال۔ اور چونکہ وہ نمونہ حضرت مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس لئے وہ عیسیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کی روحانیت نے قادر مطلق عزّ اسمہ سے بوجہ پیدا جوش کے اپنی ایک شبیہ چاہی۔ اور چاہا کہ حقیقت عیسویہ اس شبیہ میں رکھی جائے۔ تا اس شبیہ کا نزول ہو۔ پس ایسا ہی ہو گیا"

آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۵

پس کیا ان چند تحریرات ہی کے پڑھنے کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی منصف مزاج یہ گمان بھی کر سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مشبہ بہ کے حق میں توہین آمیز الفاظ استعمال فرمائے ہونگے۔ ہرگز نہیں ؛

(ب) حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حضرت عیسیٰؑ کو ایسے ایسے الفاظ سے یاد فرماتے ہیں۔ کہ جن کے ایک ایک حرف سے محبت و عشق کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ سنو! اور غور سے سنو۔ کہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :۔

"اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ حضرت عیسیٰؑ خدا نہیں۔ وہ صرف ایک نبی ہے۔ ایک ذرہ اس سے زیادہ نہیں۔ اور بخدا میں وہ سچی محبت اس سے رکھتا ہوں۔ جو تمہیں ہرگز نہیں۔ اور جس نور کے ساتھ میں اسے شناخت کرتا ہوں۔ تم ہرگز اسے شناخت نہیں کر سکتے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ وہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا۔ اور انہیں میں سے تھا۔ جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے۔ اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں۔ مگر خدا نہیں اور نہ خدا کا بیٹا تھا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی کے بعد صفحہ ۱۰ اشتہار دعوت حق)

پھر آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۵ پر تحریر فرمایا۔

"اس خدا نے دیکھا۔ کہ کاموں اور کلاموں اور نیات اور عبادات اور ارادات میں فساد راہ پا گیا ہے۔ اور اعمال درست نہیں رہے۔ تب اس نے وعدہ کے موافق آسمان سے اس مقدس شخص کی شبیہ کو اتارا۔ جس کی پیروی کا دعویٰ کرنے والے بنیادِ فساد اور زمین میں دجالیت کی نجاست پھیلانے والے تھے۔"

پھر فرمایا :۔

"میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا۔ موسیٰؑ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدیؐ سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔ میں اس کی عزت کرتا ہوں۔ جس کا یہ نام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے۔ کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔"

دانشمند اور منصف خدا بتاؤ۔ کہ اس مضمون نگار نے اس پاک وجود پر تہمت لگانے میں کہاں تک شرم و حیا سے کام لیا ہے؟

(ج) اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اللہ تسلیم کرتے اور مقدس خیال فرماتے۔ اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ تو وہ درشت الفاظ جو آپ نے اپنی مختلف تحریروں میں استعمال فرمائے ہیں۔ وہ کون سے مسیح کے متعلق ہیں۔ کیا وہ عیسیٰ ابن مریم ہی نہیں؟ سو اس سوال کا جواب بھی میں حضورؑ ہی کی تحریرات سے پیش کرتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"اور یاد رہے۔ کہ یہ ہماری رائے اس مسیح کے متعلق ہے۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا (حضرت عیسیٰؑ بن مریم نے تو خدائی کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ وہ تو نبی اللہ تھے۔ اور خدا تعالیٰ ہر نبی کے متعلق یہ فرماتا ہے۔ ماکان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ) پس معلوم ہوا۔ کہ وہ مسیح جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ وہ کوئی اور مسیح ہے۔ مسیح ابن مریم نہیں۔ (خاکسار ناقل) اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹمار کہا (قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کے متعلق یہ فرماتا ہے۔ مصدقا لما معکم۔ پس وہ مسیح جس نے پہلے نبیوں کو چور اور بٹمار کہا وہ کوئی اور ہی مسیح ہے۔ خاکسار ناقل) اور خاتم الانبیاء کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا۔ کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے جیسے یسوع کا قرآن کریم میں کہیں ذکر نہیں۔ (حالانکہ قرآن کریم میں عیسیٰ بن مریم کا کئی بار اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ خاکسار ناقل)"

انجام آتھم صفحہ ۱۳

پھر فرماتے ہیں :۔

"ہم اس بات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ نمبر نور القرآن ایسے شخص کے مقابل جاری ہوا ہے۔ جس نے بجائے مہذبانہ کلام کے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے کام لیا ہے۔ اور اپنی ذاتی خباثت سے اس امام الطیبین اور سید المطہرین پر سراسر افترا سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں۔ کہ ایک پاک دل انسان کا ان کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے۔ لہذا بعض ایسے یاوہ گو لوگوں کے علاج کے لئے جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔"

ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے۔ اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور پیارے تھے۔ اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے۔ اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے۔ اور حضرت موسیٰ کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے۔ جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین اور آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا۔ یعنی ان بدکاروں کا مرتکب خیال کرتا تھا۔ جن کی سزا لعنت ہے۔ ایسے شخص کو ہم رحمت الٰہی سے بے نصیب جانتے ہیں۔ قرآن نے ہمیں اس گستاخ اور بدزبان یسوع کی خبر نہیں دی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس شخص کے چال چلن میں ہیں نہایت بیت ہے۔ جس نے خدا پر زنا جائز رکھا۔ اور آپ خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور ایسے پاکوں کو جو ہزار ہا درجہ اس سے بہتر تھے۔ گالیاں دیں۔ سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جو نبی تھا۔ اور جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبان کی گالیاں سنکر اختیار کیا ہے۔"

(نور القرآن ٹائیٹل پیج صفحہ ۳)

ان دو عبارات کو مدنظر رکھکر مندرجہ ذیل عبارت کو بھی پڑھ لیں۔ فرمایا۔

"اب اس اشتہار کی تحریر سے یہ غرض ہے۔ کہ ہم نے بڑے لمبے تجربہ سے آزمایا ہے۔ کہ یہ لوگ بار بار ملزم اور لاجواب ہو کر بھی بیشرمی سے باز نہیں آتے۔ اور اس شخص کو تمام عیبوں سے بری سمجھتے ہیں۔ جس نے خود اقرار کیا۔ کہ میں نیک نہیں۔ اور جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقعہ دیکر کہ وہ اسکے بدن سے بدن لگاوے اپنی تمام امت کو اجازت دیدی۔ کہ ان باتوں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔ سو ایسے شخص کو تو انہوں نے خدا بنا لیا۔ مگر خدا کے مقدس نبیوں کو جنکی زندگی محض خدا کے لئے تھی۔ اور جو توحید کی باریک راہوں کو سکھانے گئے برا کہنا اور گالیاں دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ اب تک یہ لوگ باز نہیں آئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیہودہ ناپاک اور سخت درجہ کے ٹھٹھہ کا سلسلہ ہیں اور نہایت بڑی تصویروں میں آپ کا وجود کو دکھلاتے ہیں۔" (انجام آتھم صفحہ ۳۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "آریہ دھرم" کے ٹائیٹل کے آخری صفحہ میں فرماتے ہیں:-

"اس بات کو ناظرین یاد رکھیں۔ کہ عیسائی ذکریں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔ جیسے کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے۔ اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے۔ اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرت کے بارے میں پیشگوئی کی تھی۔ بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں۔ جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا۔ اور اس نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئینگے آپ لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے۔ تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ فذالک نجزیہ جھنم کذالک نجزی الظالمین۔ اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کا ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا۔ جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیئے۔ ایسا آدمی اگر نابینا نہ ہوتا۔ تو یہ نہ کہتا۔ کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئینگے۔ اور اگر نیک و ایمان دار ہوتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں۔ بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں۔ جس کا قرآن وحدیث میں نام و نشان نہیں۔"

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"بالآخر ہم لکھتے ہیں۔ کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا۔ کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اس پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقے نے جو مردہ پرست ہے۔ ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا۔ کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح ہے کہ خدا تعالےٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی۔ کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں۔ کہ یسوع وہ شخص تھا۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنیوالے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آوینگے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔"

(دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱)

پس کیا ان تین امور کو مدنظر رکھتے ہوئے (۱) کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپکو ہم سیرت و مثیل ابن مریم قرار دیا۔ (ب) اور صراحتہً کئی جگہ تحریر فرمایا۔ کہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ نبی اللہ ہے۔ اور (ج) حضرت مسیح موعودؑ کے درشت کلمات حضرت عیسیٰؑ کے حق میں مستعمل نہیں ہوئے۔ بلکہ ان درشت کلمات کا مخاطب عیسائیوں کا وہ فرضی یسوع ہے۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے علاوہ تمام انبیاء کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چور اور بٹمار اور جھوٹا قرار دیا۔ اور اس کا قرآن و حدیث میں نام و نشان تک نہیں پایا گیا۔

کوئی صاحب فہم و فراست حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الزام لگانے کی جرأت کر سکتا ہے۔ کہ آپؑ نے حضرت نبی اللہ عیسیٰ بن مریمؑ ہی کے حق میں یہ درشت الفاظ فرمائے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

ثابت ہوا کہ اس مضمون نگار کا اصل مقصود دھوکہ دہی تھا۔ ورنہ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ ایک حقیقت واقعیہ کو جان لینے پر اعلان کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ دیدہ باید۔

(خاکسار محمد صادق جامعہ احمدیہ قادیان)

اسلام کا دنیا میں حشر،

اور

اسلامی دنیا کا خونی منظر،

(نمبر اوّل)

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کچھ عرصہ گزرتا ہے۔ میں نے فاروق کے ذریعہ مندرجہ بالا عنوان پر (واقعات اور تاریخ کی روشنی میں) اپنے خیالات کے اظہار کا وعدہ کیا تھا۔ آج میں اس وعدہ کے ایفاء کے لئے خدا کے فضل اور رحم سے قلم اٹھاتا ہوں۔ مضمون جیسا کہ اس کے عنوان سے ظاہر ہے نہایت اہم اور خون کے آنسو رلانے والا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ وقت کا اقتضا ہے۔ کہ

یہ حقائق اسلامی دنیا کے سامنے رکھے جائیں

(۲)

اگر کوئی ایسا مینار تعمیر کیا جا سکے۔ جس کی بلندی پر چڑھ کر اسلامی دنیا کا منظر ایک ہی دفعہ ہمارے سامنے آجاوے۔ تو میں کہوں گا۔ کہ وہ اسلامی حکومت ہاں وہ شاندار سلطنت جو ایک طرف ٹیگس کے کناروں تک اور ایلپس کی چوٹیوں تک یورپ میں چلی گئی تھی۔ اور برہم پتر اتک وہ مشرق میں پھیل چکی تھی۔ آج اس کی وسعت حدود سکڑتی ہوئی نظر آئیگی۔ اور جہاں جہاں اس کے دھندلے اور مٹے ہوئے نشانات نظر آتے ہیں۔ وہاں خون کی ندیاں بہ رہی ہیں۔ جس کے کنارے کنارے دُور تک انسان کی ہڈیوں اور سوکھے ہوئے انسانی پنجر اور ڈھانچے پڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ منظر نہایت ہی بھیانک اور رونگٹے کھڑا کر دینے والا منظر ہے۔ اس منظر کو دیکھنے والا اسلام کے دنیا میں حشر کی پر اسرار پیشگوئی کو پڑھتا ہے۔

(۳)

اسلام دین الفطرت کا نام ہے۔ لیکن اسکی عملی تصویر مسلمانوں کی عملی زندگی میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اور وہی اس فطرت سلیمہ کی صحیح تفسیر ہو سکتی ہے۔ لیکن اس نظارہ میں جو ہم اس مینار اعظم کی چوٹی سے اسلامی دنیا کا کر رہے ہیں ہمیں نظر آتا ہے۔ کہ

یا تو فطرت سلیمہ بدل گئی ہے۔ یا اسلام کا نام باقی رہ گیا ہے

میں کسی قدر تفصیل سے ان تمام امور پر انشاء اللہ اپنے اپنے مقام پر بحث کروں گا۔ یہ مسخ شدہ فطرت (اگر یہ کہنا درست ہو) یا مٹی ہوئی اسلامی ہیئت ہمیں بتاتی ہے۔ کہ اگر یہی حالت رہی۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب یہ دھندلا نشان بھی مٹ جاوے۔ اور ہمیں یہ کہتے ہوئے شرم آئے کہ

اسلام دین قویم یا دین فطرت کا دوسرا نام ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانہ کے متعلق خبر دی تھی۔ کہ اسلام پر ایک وقت آئیگا کہ وہ صرف رسم اور نام کے طور پر باقی رہ جائیگا

کیا یہی اسلام کا اس دنیا میں حشر نہیں؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے موافق اسلام پر وہ وقت آچکا ہے۔ اور جب کہ آسمانی نوشتوں اور وحی کے اشارات میں بھی اسلام کے اس حشر کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ تو یہ ایک اٹل بات تھی اور ہو کر رہنے والی تھی۔ اور آج ہم اس کا ظہور دیکھتے ہیں۔

لیکن اگر اسلام کا دنیا میں یہی حشر ہے اور اس میں احیا اور بقا کی قوتیں موجود نہیں۔ تو ہماری امید نہیں نہیں انسانی امید کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ مذہب جو دنیا میں امید کا مذہب اور بقائے دوام کا مذہب سمجھا جاتا ہے۔

ایک تخیل سے زیادہ حقیقت نہ رکھے گا

(۴)

اسوقت مجھ کو اسلام کی ان ذاتی قوتوں اور تاثیروں پر بحث نہیں کرنا ہے۔ بلکہ مجھے یہ دکھانا ہے۔ کہ وہ کس حالت میں ہے۔ اور مسلمان کہاں سے کہاں پہنچے ہیں۔ ان کے لئے کیا امید باقی ہے؟ اور وہ کس طریق پر اس امید کو تخیل سے عمل کی صورت میں لا سکتے ہیں۔

اگر اسلام کے دنیا میں حشر کے متعلق ایسی قدرتی پیشگوئی ملتی۔ کہ ایک زمانہ اس پر صرف اسم اور رسم کا آجائے گا۔ اور اس کے بانی کے متعلق کوئی بشارت نہ دی گئی ہوتی۔ تو کچھ شک نہیں کہ فطرت سلیمہ کا خون ہو جاتا۔ اور خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے متعلق شکوک پیدا ہو جاتے لیکن ایسا نہیں۔ جہاں اس قسم کے انذاری علامات اور منہیات کی خبر دی گئی ہے۔ وہاں اس کے احیا اور بقا کی خبریں بھی دی گئی ہیں۔

خود قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم

ایک وقت تم پر گذر چکا ہے۔ کہ دنیا کی تاریخ میں تمہارا نام و نشان نہ تھا۔ اور تم ایک مردہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بڑھ کر حقیقت نہ رکھتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے تم کو زندہ کیا۔ زندگی کی تمام قوتوں کا تم میں نشوونما ہوا۔ اور ایک زندہ اور تاریخی قوم کی حیثیت سے دنیا میں تم نمودار ہوئے۔ پھر ایک وقت آتا ہے۔ کہ تم ایک مردہ سے بڑھ کر حقیقت نہ رکھو گے مگر

خدا تعالےٰ اپنی قدرت نمائی سے تمہیں
زندہ کرے گا

یعنی وہی حقیقی زندگی تم میں نمایاں ہوگی۔ اور تم ایک زندہ قوم اور زندہ مذہب کی حامل قوم دنیا کے لئے زندگی کا سامان مہیا کرنے والی قوم ہو جاؤ گے۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اور اس کے اندر وہ تمام اسرار موجود ہیں جو قومی موت و حیات کے اسرار سے موسوم کئے جا سکتے ہیں۔ ان پیشگوئیوں کے اسرار پر بحث نہیں کرونگا۔ بلکہ میں دماغ مسلم کو اپیل کروں گا۔ کہ وہ خود غور کرے۔ اور اس کلید کو حاصل کرے جس کے ذریعہ یہ باتیں نتیجہ میں آتی ہیں۔ اور یہ مخفی اور پر اسرار تحریریں انسان پڑھ سکتا ہے۔ میں صرف اشارہ کرتا جاؤں گا۔

غرض

اسلام کے دنیا میں حشر کے متعلق جہاں ایک خوفناک اور ڈرا دینے والی بات ہے۔ وہاں یہ امید کو وسیع کرنے والی بشارت بھی موجود ہے۔ کہ

وہ دنیا پر چھا جائے گا

اس لئے کہ وہ نسل انسانی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اگر اسلام اتنا عالمگیر اور وسیع اپنی ذات میں نہ ہوتا تو

اس کے دائرہ کا مرکز انسانیت نہ ہوتی اور اس کو فطرت اللہ نہ کہا جاتا۔ اور نہ یہ فرمایا جاتا۔ کہ ہر مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن تعجب تو یہ ہے۔ کہ باوجودیکہ ایسی امید افزا بشارتیں موجود ہیں۔ اور باوجودیکہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ کہ امید اس سے قوی عملیہ [illegible]

تحریک اور سرعت پیدا کر دیتی ہے۔ جب ہم اس مینار اعظم پر چڑھ کر دیکھتے ہیں۔ تو اسلامی دنیا کے اندر حرکت کی بجائے جمود اور صعود کی بجائے نزول کا نظارہ نظر آتا ہے۔ اور یہ ایسا دلگداز اور جانسوز منظر ہے۔ کہ بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے۔

مے سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دین
بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمین

(باقی آئندہ) (عرفانی)

ہتک عزت کے دو مقدمے

احباب سلسلہ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہمعصر "الفضل" مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء میں صفحہ ۷ پر ایک مراسلت "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اراکین کا کچا چٹھا" کے عنوان سے پیغامیوں کے متعلق شائع ہوئی تھی۔ جس کا تحقیقی جواب دینے کے بجائے "پیغام صلح" مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۸ء میں محمد یعقوب خاں صاحب بی۔ اے ایڈیٹر لائٹ پیغامی کی طرف سے ایک نوٹس بنام "ایڈیٹر پرنٹر پبلشر الفضل" مضمون ذیل پہنچا کہ

"آپ تحریراً غیر مشروط معافی مانگیں۔ اور اپنے نامنگار کا نام بھی ظاہر فرما دیں۔ نیز یہ معافی اپنے اخبار میں بہت جلد شائع فرما دیں۔ اگر اس نوٹس سے پندرہ یوم کے اندر آپ اس شرط کو پورا کرنے سے قاصر رہے۔ تو پانچ ہزار روپیہ تاوان ازالہ حیثیت عرفی کی وصولی کیلئے دیوانی دعویٰ آپکے خلاف دائر کر دیا جائیگا"

اس نوٹس کا جواب ایڈیٹر و پرنٹر الفضل کی طرف سے ۲۱ ستمبر ۱۹۲۸ء کے الفضل میں حسب ذیل دیا گیا۔ کہ

"یہ وہ آرٹیکل (مندرجہ الفضل ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء) پبلک مفاد کی خاطر محض نیک نیتی سے درج کیا گیا تھا۔ چونکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک ایسی جماعت ہے۔ جو قوم کا روپیہ جو چندہ کے ذریعہ سے وہ قوم سے حاصل کرتی ہے۔ بطور امین کے خرچ کرتی ہے۔ اس لئے ہر وہ چیز جو ان طریقوں پر روشنی ڈالے۔ جو ان چندوں کے خرچ کرنیکے متعلق اختیار کئے جاتے ہیں پبلک مفاد کی بات ہے۔ تاہم اگر آپ مجھے اس خاص بات سے اطلاع دینگے جس کے صحیح ہونیکے متعلق آپ کو اعتراض ہے۔ اور صحیح صورت حالات سے بھی مطلع کرینگے۔ تو ہم خوشی سے اس تصحیح کو بھی شائع کر دینگے"

ایڈیٹر صاحب الفضل کا جواب مبنی بر انصاف تھا۔ اہل پیغام کو مناسب تھا کہ وہ اس اغلاط یا بے بنیاد باتوں کی تردید کر کے صحیح حالات لکھکر بھیجدیتے۔ جن کو ایڈیٹر صاحب الفضل میں شائع کر کے پبلک کو پہنچا دیتے۔ تو بات آئی گئی ہوتی۔ لیکن پیغامیوں نے اسمیں ہی مصلحت دیکھی۔ کہ جواب نہ دیا جائے۔ اور مقدمہ دائر کیا جائے۔ ہنوز یہ معاملہ ابھی درمیان میں ہی تھا۔ کہ ۱۸ ستمبر کے پیغام میں ایک اور نوٹس بجانب مولوی محمد علی صاحب "میر پیغام" پچاس ہزار روپے کے دعویٰ کا مندرجہ ذیل صادر ہوا۔ کہ ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر الفضل اس نوٹس کے پہنچنے کی تاریخ سے ۱۵ دن کے اندر مولوی محمد علی صاحب سے غیر مشروط معافی مانگیں۔ اور "الفضل" میں کھلی نمایاں جگہ پر اسے شائع کریں اور صوبہ کے دوسرے اخبارات میں بھی اسے شائع کرائیں ورنہ ہم آپ کے خلاف پچاس ہزار روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ دائر کرنے پر مجبور ہونگے۔ آپ کو یہ اختیار ہے۔ کہ اگر معافی مانگنے کا ارادہ نہ ہو۔ تو پندرہ دن کے اندر اندر پچاس ہزار (نقد سکہ رائج الوقت چھوڑ شاہی۔ فاروقی) حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کر دیں۔"

اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب الفضل نے ۵ اکتوبر کے الفضل میں یہ لکھا کہ

"یہ مضمون محولہ (مندرجہ الفضل مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء) میں آپکے متعلق کون سے الزامات غلط اور توہین کرنے والے ہیں۔ اس استفسار کا ایسا جواب آنے پر جس میں آپ الزامات کو مخصوص فرمائینگے۔ آپ کے (پچاس ہزاری) نوٹس کا جواب بھی دیا جائیگا"

الفضل کے معقول استفسار بالا کے جواب میں ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے یہ ارشاد صادر ہوا:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ہمیں افسوس ہے۔ کہ آپ کے اس عجیب و غریب مطالبہ میں کہ مضمون محولہ میں سے ان خاص فقرات کو پیش کریں۔ جو ازالہ حیثیت کا موجب ہیں ہمیں کوئی معقولیت نظر نہیں آتی۔ مضمون مذکور غلط اور جھوٹے الزامات سے نہ سرتاپا معمور ہے۔ بلکہ اس میں ایسے خطرناک الزامات بھی لگائے ہیں۔ جو اگر صحیح ہوں۔ تو مولانا موصوف کو فوجداری قانون کی زد میں لے آتے ہیں۔ باوجود اس کے آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ہم ایسے فقرات پر روشنی ڈالیں۔ جو مضمون مذکور کو لائبل بنا دیتے ہیں۔ ہمارے نوٹس کا جو جواب آپ نے دیا ہے۔ وہ اس بات کا مستحق تھا کہ فوراً مطلوبہ تاوان کا دعویٰ دائر کر دیا جاتا۔ لیکن حضرت مولوی محمد علی صاحب انتہا درجہ کے پاک نفس بزرگ ہیں۔ اور سوائے اس کے کہ آپ کی طرف سے انہیں عدالت میں جانے پر مجبور کیا جائے۔ وہ حتی الوسع اس سے پرہیز کرینگے (یعنی اگر پچاس ہزار پیش کر دیئے تو پاک نفس بزرگ عدالت میں نہیں جائینگے۔ فاروق) باوجود اس مایوس کن جواب کے (کہ نہ پچاس ہزار دیا نہ معافی مانگی۔ فاروق) آپ کو مزید دس دن کی مہلت دی جاتی ہے۔ کہ آپ ان ناپاک حملوں کے لئے معافی کے طلبگار ہوں"

الغرض خاص مہربانی سے اس "انتہا درجہ کے پاک نفس بزرگ" امیر پیغام نے دس دن کی مزید مہلت عطا فرمائی۔ ورنہ آپ کے جانشین تو پچاس ہزار روپیہ تاوان کا مقدمہ دائر کرنے کے لئے کورٹ فیس بھی خرید چکے تھے۔ یہ تو عالی حوصلہ "امیر ایدہ اللہ" نے ہی ان پر رحم کیا۔ کہ نالش کر دینے سے روک دیا۔ اور دس دن کی مہلت مزید دیدی۔ اس دس دن سے فائدہ کثیر اٹھا کر اور پچاس ہزار روپیہ کو اور دس دن کے لئے بچا کر ایڈیٹر صاحب الفضل کی طرف سے مفصل جواب دیا گیا۔ جو الفضل ۲ر نومبر ۲۸ء میں شائع ہوا۔ اس میں معافی مانگنے یا پچاس ہزار روپیہ دینے کی ہمت نہ پا کر لکھ دیا۔ کہ:۔

"اگر آپ بہرحال معاملہ کو عدالت میں ہی لے جانے پر مصر ہیں۔ تو ہمیں بھی آپ کے تجویز کردہ راہ پر گامزن ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں"

چلو فیصلہ ہو گیا۔ اس جواب کے پہنچتے ہی حضرت امیر ایدہ اللہ" کو آپکے جانثاروں اور فدائیوں نے بہت کچھ ابھارا اور زور لگایا۔ کہ حضور بس نالش تو داغ ہی دینی چاہیئے۔ پچاس ہزار روپیہ کی رقم آئی کھڑی ہے۔ مگر حضرت امیر نہایت مصلحت اندیش ہیں۔ آپنے مناسب جانا کہ ایک امید تو ہو۔ قدم کیلئے پہلے گھر سے چار پانچ ہزار روپیہ کورٹ فیس وغیرہ پر صرف کر کے گھر پھونک ڈالیں حضرت امیر ایدہ اللہ" نے مناسب سمجھا۔ کہ اوّل محمد یعقوب خانصاحب کی قسمت آزمائی کر کے ان کا کیس بطور ٹسٹ کے رکھا جائے۔ لیکن دیوانی میں نالش کرنے سے اسپر بھی چار پانچ ہزار روپیہ لگ جائیگا جو خدا جانے کیا حشر ہو اسلئے وہ پانچ ہزار بھی زیر نظر رہیں۔ اور سردست فوجداری میں مقدمہ کر دیا۔ اس تجویز کو حلقہ نشینان حضور نے پسند کیا۔ اور لاہور جیسے مدینۃ المسیح اپنے تختگاہ کو چھوڑ کر گجرات میں محمد یعقوب خانصاحب کی طرف سے فوجداری میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر ہو گیا۔ جن کی ایک پیشی گجرات میں ہو کر ایڈیٹر صاحب الفضل وغیرہ مستغاث علیہم کی طرف سے ہائیکورٹ میں انتقال مقدمہ کی درخواست دیگئی۔ کہ گجرات سے منتقل ہو کر لاہور میں آنا چاہیئے۔ سو پہلی کامیابی ہمارے احباب ایڈیٹر و پرنٹر صاحب الفضل کو یہ ہوئی۔ کہ وہ مقدمہ گجرات سے منتقل ہو کر لاہور آگیا۔ اس کامیابی پر ہم اپنے ہمعصر کو

مبارک باد عرض کرتے ہیں۔

ہائیکورٹ سے درخواست انتقال مقدمہ منظور ہونے کے بعد قریباً دو ماہ تک کچھ پتہ ہی نہ چلا۔ کہ وہ مقدمہ کہاں غائب ہو گیا۔ کہ ایڈیٹر صاحب پیغام" کی نوبت پہنچ گئی۔ کہ اس نے ایک مراسلت کسی ابوالفضل" کے نام سے ۲۶ر فروری ۲۹ء کے پیغام صلح" میں۔ صدائے امیر اور الفضل" کے عنوان سے شائع کی۔ جس میں ایک درمیانی سرخی۔ ایڈیٹر الفضل کا بغض" لکھکر ایسے الفاظ معزز ایڈیٹر الفضل کے حق میں لکھدیئے جو جناب دوست محمد اور انعام الحق اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام کو لے ڈوبے۔ وہ الفاظ نہایت ہتک آمیز اور سخت بدنامی اور [illegible] ایڈیٹر الفضل کا باعث ہوئے۔ چنانچہ ہر ایک شخص کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے۔ کہ پیغام کے ایڈیٹر نے آنکھیں رکھتے ہوئے انگارے کھالئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی حس مرگئی ہے۔ کہ اُسے آگ اور آب کی تمیز نہیں رہی۔ ان الفاظ کی اشاعت سے لازماً ایڈیٹر صاحب الفضل کو صدمہ پہونچنا تھا۔ لوگ کیا کہینگے۔ کہ احمدی کمیونٹی کے قومی آرگن کے چیف ایڈیٹر کے ایسے کیرکٹر ہیں۔ مجبوراً ایڈیٹر صاحب الفضل نے تین ہزار روپیہ تاوان عزت اور معافی بلاشرط کا نوٹس دوست محمد ایڈیٹر اور انعام الحق اسسٹنٹ ایڈیٹر اور ابوالفضل نامہ نگار کے نام میعادی آٹھ یوم دیدیا۔ جس کے جواب میں بجائے معافی مانگنے اور ۵ ہزار کی اس رقم میں سے جو ایڈیٹر صاحب الفضل سے محمد یعقوب خانصاحب اور حضرت امیر پیغام کو پہنچنے والی تھی صرف تین ہزار واپس دیدینے کے ایڈیٹر پیغام نے ایسا اظہار افسوس کیا۔ جو

عذر گناہ بدتر از گناہ کا پورا مصداق ہے

چنانچہ پیغام صلح" کے مدیر بے تدبیر ۱۲ر مارچ ۲۹ء کے پرچہ میں اظہار افسوس" کرتے ہوئے اپنے اور مراسلہ نویس کے جرم کا اس طرح اعتراف کرتے ہیں۔ کہ

"۲۶ر فروری کے پیغام میں صدائے امیر اور الفضل" کے زیر عنوان جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اسمیں مضمون نگار نے ایڈیٹر صاحب الفضل کی ذات کے متعلق بعض ایسی باتیں لکھدیں۔ جن کی اشاعت کی ضرورت نہ تھی" یہ تو ابوالفضل نامہ نگار کے جرم کا اقرار ہے۔ آگے اپنے جرم کا اس طرح اقبال کیا ہے۔ فاروق) افسوس ہے کہ راقم الحروف (ایڈیٹر پیغام) بعض دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے اس مضمون کو اچھی طرح نہ دیکھ سکا۔ ورنہ ان سطور کو یقیناً حذف کر دیا جاتا" (یعنے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اس مضمون کو دیکھا تھا۔ مگر بوجہ بعض ناقابل اظہار مصروفیتوں کے اچھی طرح نہیں دیکھا اسلئے۔ فاروق) ایڈیٹر صاحب الفضل کی خدمت میں معذرت اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں"

بجائے تین ہزار کی رقم کے اور بلاشرط معافی کے باوجود اقرار جرم اور احساس قصور آپ کے اظہار افسوس" سے ایڈیٹر صاحب الفضل کو بھلا کیا نفع پہنچ سکتا تھا۔ جن کی عزت آپ نے خاک میں ملادی۔ اور تمام لوگوں کی نظروں میں انہیں حقیر بنا دیا۔ آخر یہی ہوا۔ کہ ایڈیٹر صاحب کو اس اظہار افسوس سے کوئی فائدہ نہ ملا۔ اور انہوں نے ...

حیرت میں ڈالنے والے جرمنی کے بینظیر تحفے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشیدہ کاڑھنے کی مشین

لڑکیاں اس سے کرسیوں کی گدیاں سرہانوں کے غلاف۔ غالیچے۔ شال۔ چادریں۔ دوپٹے۔ سوٹ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کئی قسم کے گرم۔ سرد اور ریشمی کپڑوں پر۔ اون۔ ریشم اور سوت سے ہر قسم کے پھول اور گلکاریاں بنا سکتی ہیں۔ نہایت ہی آسان۔ غریب لڑکیوں کے لئے اور بیوہ عورتوں کے لئے روزگار کا ذریعہ اور امیروں کے لئے ایک اعلیٰ تحفہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہندوستان بھر میں کوئی زنانہ سکول اور مکان اس مشین سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔

قیمت فی مشین صرف چار روپیہ

علاوہ خرچ ڈاک

گھر کا جوتشی

یہ آلہ جرمنی کے سائنسدانوں نے حال میں ایجاد کیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے آپ آدھ منٹ میں دیکھ سکتے ہیں۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی یا کوئی جانور یا حیوان وغیرہ بچہ زندگی یا مادہ۔ مقدمہ میں جیت ہوگی یا ہار۔ امتحان میں کامیابی ہوگی یا نہیں۔ غرضیکہ ہر ایک ایسی بات آلہ قبل از وقت بتائے گا۔

قیمت فی آلہ معہ مکمل ترکیب صرف

دو روپے۔ علاوہ خرچ ڈاک

فوٹو ہینڈ کیمرہ

یہ کیمرہ خاص طور پر شوقین اصحاب کی خاطر زر کثیر صرف کر کے جرمنی کے ماہرین فن سے تیار کروایا گیا ہے۔ عورت مرد۔ جانور۔ درخت مکان۔ گرجا۔ سمندر۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ چلتے پھرتے۔ اڑتے اور بیٹھے ہوئے کی خوبصورت اور دلپسند فوٹو اتارنے کے لئے کم از کم ایک ضرور منگائیں۔ ہر کیمرہ کے ساتھ مکمل پرچہ ترکیب۔ تصویر اتارنے کے لئے پلیٹ دھونے کے لئے مکمل مصالحہ وغیرہ بھی بالکل مفت روانہ ہوتا ہے۔ ایسی سستی اور عمدہ چیز آپ کو کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں ملیگی۔

قیمت فی کیمرہ معہ مکمل سامان وغیرہ

صرف پانچ روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک

طلسمی لالٹین

سینما اور تھیٹروں میں ہر روز جا کر پیسے لگانے سے آپ ایک طلسمی لالٹین منگا لیجئے۔ اور گھر بیٹھے ہی مفت میں روزانہ ان نظاروں کو دیکھ لیجئے۔ غریب لوگ اس کو منگا کر تماشا دکھا کر روپیہ کما سکتے ہیں۔ اور امیروں کے لئے یہ ایک اعلیٰ قسم کا شغل اور تماشا ہے۔

قیمت فی عدد معہ مکمل سامان صرف پندرہ

روپیہ دو عدد فلم پندرہ روپے علاوہ خرچ ڈاک

منیجر پرنس ٹریڈنگ ایجنسی (رجسٹرڈ) آفس پوسٹ بکس ۹۷ لاہور

(اضباء دارالاسلام پریس آدیان میں چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)

وصیت ۲۹۵۳

میں فرید النساء بیگم زوجہ مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن تعلقہ دیودرگ ضلع رائچور علاقہ نظام بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ جائیداد کی نسبت حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت محض رقمی ۱۵۰ روپیہ کلدار ہے۔ جس کا ۱/۴ حصہ نقد انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کے توسط سے صدر انجمن احمدیہ قادیان روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ میرے فوت ہونے کے بعد جس قدر جائیداد میرے متروکہ میں ثابت ہو۔ اس کی بھی ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ٭

گواہ شد:۔ محمد عبدالکریم ۱۲/۱۸ ۲۰ ٭

گواہ شد:۔ عبدالسبحان۔

العبد:۔ علامت ابہام فرید النساء ٭

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم شوہر موصیہ ٭

وصیت نمبر ۳۰۰۸

میں مسمی فاطمہ ولد محمد عبدالکریم موصی و حافظ عبداللہ موصی قوم شیخ عمر ۸۰ سال ساکن گھلن ڈاک خانہ راولوت تحصیل نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد (مکان پالیتی یکصد روپے کا ہے۔ اور میرا گذارہ میرے دونو لڑکوں کے ذمہ ہے۔ میں اپنے مکان کا ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرا اپنی جائیداد کا جو حصہ اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کرا دوں۔ وہ حصہ منہا کرنے کے بعد باقی حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کی بھی ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد:۔ عبدالکریم موصی حقیقی بیٹا ٭

العبدہ:۔ موصیہ فاطمہ احمدی ٭

گواہ شد:۔ حافظ محمد عبداللہ موصی حقیقی بیٹا موصیہ ولد میاں امام الدین صاحب سکونتی انجمن احمدیہ گھلن ٭